## سوال:

## کیاامیرالمؤمنین علی (ع) کی قبور کو مسمار و منہدم کرنے والی روایت، کہ جو اہل سنت نقل کرتے ہیں، صحیح و معتبر ہے؟

## توضیح سؤال:

اہل سنت حضرت علی (ع) سے اس روایت کو نقل کرتے ہیں:

حکیم ابو محمد ہذلی نے نقل کیا ہے کہ علی (ع) نے فرمایا: ایک دن رسول خدا (ص) نے ایک جنازے میں شرکت کی اور وہاں فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے کہ جو شہر مدینہ میں موجود بتوں اور مجسموں کو نابود کرے اور بلند اٹھی ہوئی قبور کو مسمار کر کے زمین کے ساتھ ہموار کر دے؟ علی (ع) نے جواب دیا: یا رسول اللہ میں حاضر ہوں، فرمایا: پس جلدی کرو! علی (ع) اس کام کو انجام دینے کے بعد رسول خدا (ص) کے پاس واپس آئے اور اپنے کام کے بارے میں تفصیل بتائی اور کہا: یا رسول اللہ میں نے ہر نظر آنے والے بت کو منہدم کیا ہے اور تمام

مجسموں کو نابود کر دیا ہے،اس پر رسول خدا نے فرمایا: جو بھی ان بتوں، مجسموں اور قبور کی دوبارہ مرمت و تعمیر کرے گا تو اس نے خداوند کی جانب سے مجھ پر نازل ہونے والے احکام کا انکار کر کے کفر اختیار کیا ہے۔

مسند امام احمد بن حنبل: ۸۷/۱ (مسند علي بن ابي طالب)

## مختصر جواب:

## روایت اول:

## سند میں اشکال ہے:

## وکیع ابن جراح:

وہ روایت کو نقل کرنے میں بہت زیادہ غلطیاں کرتا تھا۔ وہ ایک بات کے معنی و مفہوم کو نقل کرتا اور الفاظ کو تبدیل کرتا تھا۔

وہ علمائے سلف کی توہین کرتا، شراب پیتا اور باطل فتوے دیا کرتا تھا۔

## سفیان ثوری:

وہ مدلس تھا،

## حبیب ابن ابی ثابت:

یہ بھی مدلس تھا۔

تدلیس کے بارے میں اہل سنت کی روایات ہیں کہ روایات میں تدلیس کرنے والے راوی کی پیروی نہیں کرنی چاہیے۔

علمائے اہل سنت نے اس سے روایت نقل کرنے میں چشم پوشی کی ہے۔

## ابووائل:

وہ عثمانی مذہب تھا۔ وہ کہتا تھا کہ علی (ع) حادثہ (قتل عثمان) ہونے کا سبب بنا ہے۔ وہ کہتا تھا خلفائے اسلام کا یا دین نہیں ہے یا عقل! وہ حجاج کی حمایت اور اسکا دفاع کرتا تھا۔ وہ ابن زیاد کے بیت المال کا نگران تھا۔ وہ شراب پیتا اور زرد رنگ کے کپڑے پہنتا تھا۔

## روایت کی دلالت میں بھی اشکال ہے:

یہ روایت شاذ ہے، امیر المؤمنین علی (ع) کا یہ حکم کب صادر ہوا تھا؟

یہ روایت کہتی ہے کہ قبروں کو اونٹ کی کوہان کی طرح نہ بناؤ یعنی اہل سنت کے طریقے کے بر خلاف بناتے ہیں۔

نووی نے اس روایت بارے میں شیعہ کی رائے کی تائید کی ہے۔

قسطلانی نے بھی اس روایت بارے میں شیعہ کی رائے کی تائید کی ہے۔

## روایت دوم:

## تفصیلی جواب:

سب سے پہلے یہ کہ یہ روایت صرف اہل سنت کی کتب میں ذکر ہوئی ہے، لہذا شیعہ کے لیے یہ روایت بالکل حجت نہیں ہے، لیکن اہل سنت کو جواب دینے کی غرض سے اس روایت کے بارے میں مطالب کو ذکر کیا جا رہا ہے:

## اصل روایت:

اہل سنت نے اس بارے میں معنی کے لحاظ سے دو متشابہ روایت کو امیر المؤمنین علی (ع) سے نقل کیا ہے:

## روایت اول:

حدّثنا يحيي بن يحيي وأبو بكر بن أبي شيبة وزهير بن حرب ، قال يحيي: أخبرنا وقال الآخران: حدّثنا وكيع ، عن سفيان ، عن حبيب ابن أبي ثابت ، عن أبي وائل ، عن أبي الهيّاج الأسدي ، قال: قال لي علي (ع) : ألا أبعثك علي ما بعثني عليه رسول الله (ص) لا تدَع تمثالا إلاّ طمسته ، ولا قبراً مشرفاً إلاّ سوّيته،

ابو ہیاج اسدی کہتا ہے: امیر المؤمنین نے مجھ سے فرمایا: کیا تم کو اسی کام کے لیے نہ بھیجوں جسکے لیے رسول خدا نے مجھے بھیجا تھا؟ کسی بھی تصویر کو دیکھو تو اسکو نابود کر دو اور جس قبر کو اونچا دیکھو اسے زمین کے ساتھ برابر کر دو۔

صحيح مسلم ج٢/ص٦٦٦ رقم ٩٦٩ باب الامر بتسوية القبر

سنن أبي داود ج٣/ص٢١٥ رقم ٣٢١٨ باب في تسوية القبر

سنن النسائي الكبري ج١/ص٦٥٣ رقم ٢١٥٨باب تسوية القبور إذا رفعت

سنن النسائي (المجتبي) ج٤/ص٨٨ رقم ٢٠٣١ باب تسوية القبور إذا رفعت

سنن الترمذي ج٣/ص٣٦٦ رقم ١٠٤٩باب ما جاء في تسوية القبور

مسند امام احمد بن حنبل: ج ١ ص ٨٧ (مسند علي بن ابي طالب)

## اشکال سندی:

قبول ہے کہ یہ روایت اکثر کتب صحاح ستہ میں اور مسند احمد ابن حنبل میں ذکر ہوئی ہے، لیکن اس روایت میں بعض ایسے راوی ہیں کہ جنہیں اہل سنت کے علمائے علم رجال نے ضعیف قرار دیا ہے:

## وکیع ابن جراح رواسی:

وہ روایت کو نقل کرنے میں بہت زیادہ غلطیاں کرتا تھا اور اس نے 500 احادیث میں غلطی کی تھی:

عبد اللہ ابن احمد نے اپنے والد سے نقل کیا ہے:

ابن مهدي أكثر تصحيفا من وكيع ووكيع أكثر خطأ منه وقال في موضع آخر أخطأ وكيع في خمسمائة حديث،

ابن مہدی لکھنے میں وکیع سے زیادہ غلطیاں کرتا تھا اور وکیع روایت میں اس سے زیادہ خطا کرتا تھا اور ایک دوسری جگہ کہا ہے کہ وکیع نے 500 روایات نقل کرنے میں غلطیاں کیں تھیں۔

تهذيب التهذيب ج١١/ص١١٠

و تهذيب الكمال ج٣٠/ص٤٧١

و تاريخ بغداد ج١٣/ص٥٠٧

و العلل ومعرفة الرجال ج١/ص٣٩٤

و سير أعلام النبلاء ج٩/ص١٥٥

ابن مدینی سے بھی نقل ہوا ہے کہ:

قال ابن المديني كان وكيع يلحن ولو حدثت بألفاظه لكانت عجبا كان يقول حدثنا الشعبي عن عائشة،

ابن مدینی سے روایت ہوئی ہے کہ وکیع کلام کرنے میں خطا کرتا تھا اور اگر وہ روایت کے اصل الفاظ کو نقل کرتا تو ٹھیک تھا، وہ کہتا تھا کہ شعبی نے عائشہ سے میرے لیے روایت نقل کی ہے!!! (حالانکہ ایسی چیز بالکل ممکن نہیں ہے)۔

ميزان الاعتدال في نقد الرجال ج٧/ص١٢٧

تهذيب التهذيب ج١١/ص١١٤

تاريخ مدينة دمشق ج٦٣/ص٩٩

تاريخ الإسلام ج١٣/ص٤٤٤

سير أعلام النبلاء ج٩/ص١٥٤

وہ روایت کے معنی و مفہوم کو نقل کرتا تھا اور الفاظ کو تبدیل کرتا تھا:

ابی نصر مروزی سے بھی نقل ہوا ہے کہ:

كان يحدث بآخره من حفظه فيغير ألفاظ الحديث كأنه كان يحدث بالمعني ولم يكن من أهل اللسان،

وہ روایات کے نقل کرنے کے اواخر میں اپنے حافظے سے روایت کو نقل کرتا تھا، پس وہ حدیث کے الفاظ کو

تبدیل کرتا تھا، جیسے روایت کے معنی کو نقل کرتا تھا نہ الفاظ کو اور اہل زبان میں سے بھی نہیں تھا۔

تهذيب التهذيب ج١١/ص١١٤

وہ علمائے سلف کی توہین کرتا، شراب پیتا اور باطل فتوے دیا کرتا تھا:

احمد ابن حنبل سے نقل ہوا ہے کہ اس نے اسکے بارے میں کہا تھا:

وسئل أحمد بن حنبل إذا اختلف وكيع وعبد الرحمن بن مهدي بقول من نأخذ ؟ فقال عبد الرحمن يوافق أكثر و خاصة في سفيان و عبد الرحمن يسلم منه السلف ويجتنب شرب المسكر و كان لا يري أن تزرع أرض الفرات.

قال ابن المديني في التهذيب وكيع كان فيه تشيع قليل قال حنبل سمعت ابن معين يقول : رأيت عند مروان ابن معاوية لوحا فيه أسماء شيوخ : فلان رافضي ، وفلان كذا ، ووكيع رافضي.

فقلت له وكيع خير منك قال مني قلت نعم فما قال لي شيئا ولو قال شيئا لوثب عليه أصحاب الحديث.

احمد ابن حنبل سے وکیع اور عبد الرحمن ابن مہدی کے بارے میں سوال ہوا کہ اگر ان دونوں کا آپس میں کسی علمی بات میں اختلاف ہو جائے تو ہمیں کس کی بات کو قبول کرنا چاہیے؟ اس نے جواب دیا: عبد الرحمن زیادہ درست بات کرتا ہے، مخصوصا سفیان کی روایات کے بارے میں، اور عبد الرحمن سلف کے بارے میں برا بھلا نہیں کہتا اور نشہ آور چیزوں کے پینے سے پرہیز کرتا ہے اور زمین فرات پر کھیتی باڑی کو جائز قرار نہیں دیتا، (لیکن وکیع ایسا نہیں ہے)۔

ابن مدینی نے کتاب تہذیب میں کہا ہے: اس میں تھوڑی بہت شیعہ گری پائی جاتی تھی، (یعنی سلف کو برا بھلا کہتا تھا) ابن حنبل کہتا ہے میں نے ابن معین سے سنا کہ اس نے کہا تھا: میں نے مروان ابن معاویہ کے پاس کتاب دیکھی کہ اس میں لکھا ہوا تھا کہ فلاں (وکیع) رافضی (شیعہ) ہے، (یعنی سلف کو برا بھلا کہتا تھا) پس میں نے اس سے کہا: وکیع تم سے بہتر ہے، اس نے تعجب سے کہا: مجھ سے بہتر ہے! میں نے کہا: ہاں،

اس نے مجھے جواب نہیں دیا: اور کچھ کہتا تو اصحاب حدیث اس پر حملہ کر کے اسے مارتے۔

سير أعلام النبلاء، ج ٩، ص ١٥٤.

ميزان الاعتدال في نقد الرجال ج٧/ص١٢٧

## اسکی شراب خوری کے مزید موارد:

خطیب بغدادی نے اس سے نقل کیا ہے کہ وہ شراب پیتا تھا:

وكان يفطر علي نحو عشرة أرطال من الطعام ثم يقدم له قربة فيها نحو من عشرة أرطال نبيذ فيشرب منها ما طاب له علي طعامه ثم يجعلها بين يديه ويقوم فيصلي ورده من الليل وكلما صلي ركعتين أو أكثر من شفع أو وتر شرب منها حتي ينفذها ثم ينام

قرأت علي التنوخي عن أبي الحسن احمد بن يوسف بن يعقوب بن إسحاق بن البهلول الأنباري قال حدثني أبي قال حدثني جدي إسحاق بن البهلول قال قدم علينا وكيع بن الجراح فنزل في المسجد علي الفرات فكنت أصير إليه لاستماع الحديث منه فطلب مني نبيذا فجئته بمخيسة ليلا فأقبلت أقرأ عليه الحديث وهو يشرب فلما نفذ ما كنت جئته به أطفأ السراج فقلت له ما هذا فقال لو زدتنا لزدناك.

أخبرنا بن الفضل أخبرنا دعلج أخبرنا احمد بن علي الأبار حدثنا محمد بن يحيي قال قال نعيم بن حماد تعشينا عند وكيع أو قال تغدينا فقال أي شيء تريدون أجيئكم به نبيذ الشيوخ أو نبيذ الفتيان قال قلت تتكلم بهذا قال هو عندي أحل من ماء الفرات.

وہ دس رطل (تقریبا 15 کلو) کھانا کھاتا تھا اور پھر اس کے لیے ایک مشک میں 15 لیٹر شراب لائی جاتی، کھانے کے بعد جتنا اسکا دل ہوتا تھا وہ اس سے شراب پیتا تھا اور پھر اس مشک کو اپنے سامنے رکھ کر نماز پڑھتا تھا!!! جب بھی نماز ختم ہوتی تو دوبارہ شراب پیتا تھا، یہاں تک کہ اس مشک کو خالی کر دیتا تھا!!! پھر وہ سو جاتا تھا۔۔۔۔

وکیع ہمارے پاس آیااور اس نے فرات کے کنارے ایک مسجد میں جگہ لے لی، میں روایات کو سننے کے لیے اسکے پاس جاتا تھا، پس اس نے مجھ سے شراب مانگی، میں اسکے لیے رات کو شراب لے کر گیااور میں نے اسکے لیے روایت پڑھی اور وہ شراب پیتا تھا، جب وہ شراب ختم کر لیتا تو لب بند کر کے کہتا کافی ہے !!! میں نے اس سے کہا: کیوں میرے لیے روایت پڑھنا بس کر دیا ہے؟ وہ کہتا: اگر زیادہ شراب لاتے تو میں بھی تمہارے لیے زیادہ روایات پڑھتا!!!

۔۔۔نعیم سے روایت ہوئی ہے کہ: میں نے دوپہر یا شام کا کھانا وکیع کے پاس کھایا، اس نے کہا: تمہارے لیے کیا لے کر آؤں، بوڑھوں والی شراب (ہلکی کم نشے والی) یا جوانوں والی شراب (گاڑھی زیادہ نشے والی)!!! میں نے اس سے کہا: تم شراب کے بارے میں بات کر رہے ہو؟ اس نے کہا: میری نظر میں شراب، آب فرات سے زیادہ مزے دار ہے!!!

تاریخ بغداد ج١٣/ص٥٠٢

یہ شخص اس حالت کے باوجود روایات کی بحث میں ایک عالم شمار ہوتا ہے اور اہل سنت کے نزدیک فضائل صحابہ اور احکام کے بارے میں نے بہت سی روایات نقل کیں ہیں، اسی وجہ سے اس پر کوئی اعتراض وغیرہ نہیں کرتے اور اسے بزرگ عالم شمار کرتے ہیں۔

## سفیان ثوری:

## وہ تدلیس کرتا تھا:

ذہبی نے اسکے بارے میں کہا ہے:

كان يدلس عن الضعفاء ،

وہ ضعیف راویوں سے تدلیس کرتا تھا، (انکے نام کو سند سے حذف کر دیتا تھا اور سند کو اس طرح سے بیان کرتا تھا تا

کہ دوسرے اسے قبول کر لیں)۔

ميزان الاعتدال ج٣ص ٢٤٥ سفيان بن سعيد

ابن مبارک سے نقل ہوا ہے کہ:

حدث سفيان بحديث ، فجئتُهُ وهو يدلسه ، فلما رآني إستحيي ، وقال: نرويه عنك،

میں نے سفیان کو ایک روایت بتائی، پس میں اسکے پاس آیا حالانکہ اس نے روایت کی سند میں تدلیس کی تھی (وہ

اسی روایت کو دوسروں کے لیے اپنی طرف سے نقل کرتا تھا لیکن میرا نام ذکر نہیں کرتا تھا، تا کہ ایسا ظاہر کرے

کہ اس نے خود اس روایت کو اصل راوی سے سنا ہے)،جب اس نے مجھے دیکھا تو شرمندہ ہوا اور کہا: آج کے بعد

روایت کو تیرے نام سے ذکر کیا کروں گا۔

تهذيب التهذيب ج٤/ص١٠١ شماره ١٩٩ سفيان بن سعيد بن مسروق الثوري

.

یحیی ابن معین سے نقل ہوا ہے کہ:

جَهد الثوري أن يدلسَ عليَّ رجلا ضعيفاً فما أمكنه،

ثوری نے کوشش کی تدلیس کرتے ہوئے ایک ضعیف شخص سے میرے لیے روایت نقل کرے، لیکن وہ ایسا

نہ کر سکا(کیونکہ مجھے سمجھ آگئی تھی)۔

تهذيب التهذيب ج١١/ص١٩٢ رقم ٣٥٩ يحيي بن سعيد بن فروخ القطان

اور یحیی سے یہ بھی نقل ہوا ہے کہ:

لم يكن أحد أعلم بحديث أبي إسحاق من الثوري وكان يدلس،

کسی کو ثوری سے زیادہ ابو اسحاق کی احادیث کے بارے میں علم نہیں تھا،لیکن وہ تدلیس سے کام لیتا تھا۔

الجرح والتعديل ج٤/ص٢٢٥ رقم ٩٧٢ سفيان بن سعيد بن مسروق الثوري

## حبیب ابن ابی ثابت:

## وہ مدلس تھا:

ابن حبان نے اسکے بارے میں کہا ہے:

كان مدلساً ،

وہ مدلس تھا،(یعنی روایات میں تدلیس کیا کرتا تھا)،

تهذيب التهذيب ٢: ١٥٦ رقم ٣٢٣حبيب بن أبي ثابت ، تقريب التهذيب ص١٥٠ رقم ١٠٨٤ حبيب بن أبي ثابت

ابن خزیمہ نے بھی اسی کے بارے میں یہی کہا ہے:

تهذيب التهذيب ج٢ ص١٥٦رقم ٣٢٣حبيب بن أبي ثابت

## اس نے ایسی روایات نقل کیں ہیں کہ انکی پیروی نہیں کرنی چاہیے:

عقیلی نے اسکے بارے میں کہا ہے:

وله عن عطاء أحاديث لا يتابع عليها،

اس نے عطاء سے ایسی روایات نقل کیں ہیں کہ جنکو قبول نہیں کیا جا سکتا۔

تهذيب التهذيب ج٢ ص١٥٦رقم ٣٢٣حبيب بن أبي ثابت

قطان نے اسکے بارے میں کہا ہے:

له غير حديث عن عطاء لا يتابع عليه وليست بمحفوظة۔

اس نے عطاء سے چند ایسی روایات نقل کیں ہیں کہ جنکو قبول نہیں کیا جا سکتا اور وہ ہماری کتب میں بھی موجود نہیں ہیں۔

تهذيب التهذيب ج٢ ص١٥٦رقم ٣٢٣حبيب بن أبي ثابت

## بزرگ علماء نے اسکی روایات سے چشم پوشی کی ہے:

عقیلی نے اسکے بارے میں کہا ہے:

غَمَزَهُ ابن عون،

ابن عون نے اس سے چشم پوشی کی ہے،(یعنی اسکی روایات کو نقل نہیں کیا)۔

تهذيب التهذيب ج٢ ص١٥٦رقم ٣٢٣حبيب بن أبي ثابت

## علمائے اہل سنت کی تدلیس کے بارے میں رائے:

کیونکہ اس سند میں دو راوی مدلس تھے،اس لیے بہتر ہے کہ علمائے اہل سنت کی تدلیس کے بارے میں رائے کو بھی ذکر کر دیا جائے:

عن الشافعي، قال: «قال شعبة بن الحجاج: التدليس أخو الكذب... وقال غُنْدَر: سمعت شعبة يقول: التدليس في الحديث أشد من الزنا، ولأن أسقط من السماء أحب إلي من أن أدلس... المعافي يقول: سمعت شعبة يقول: لأن أزني أحب إليّ من أن أدلّس» و...

امام شافعی سے روایت ہوئی ہے کہ شعبہ ابن حجاج کہتا تھا: تدلیس، جھوٹ کا بھائی ہے،

اور غندر نے بھی کہا ہے: روایت میں تدلیس کرنا، زنا سے بدتر ہے،

اور میرے لیے آسمان سے زمین پر گرنا، تدلیس کرنے سے زیادہ آسان ہے،

معافی کہتا ہے: میں نے شعبہ سے سنا کہ وہ کہتا تھا: میرے لیے زنا کرنا، تدلیس کرنے سے زیادہ محبوب ہے-----

الكفاية في علم الرواية خطيب بغدادي : ص ٣٩٥، دار الكتاب العربي بيروت.

جب تدلیس کی یہ حالت ہے تو اسکے باوجود ایسی روایت کو اپنی کتب صحاح میں ذکر کرتے ہیں اور اسی وجہ سے لوگوں کو قبروں کو مسمار کرنے پر مجبور کرتے ہیں اور شیعیان کو برا بھلا کہتے رہتے ہیں!

## ابو وائل تنہا اس روایت کا راوی:

وہ شقیق ابن سلمۃ ہے کہ جو امیر المؤمنین علی (ع) کے دشمنوں میں سے تھا اور ناصبی شمار ہوتا تھا، اہل سنت اسکی امیر المؤمنین علی (ع) سے نقل کردہ روایت کو ایسی حالت میں قبول کرتے ہیں کہ رسول خدا نے خود فرمایا ہے:

يا علي لايحبك إلاّ مؤمن ، ولا يبغضك إلاّ منافق،

اے علی جو بھی تم سے محبت کرے گا، وہ مؤمن ہے اور جو بھی تم سے بغض کرے گا، وہ منافق ہے۔

مجمع الزوائد ٩: ١٣٣ .باب منه جامع فيمن يحبه ومن يبغضه

## وہ عثمانی مذہب تھا:

ابن ابی الحدید نے اسکے بارے میں کہا ہے:

كان عثمانياً يقع في علي (عليه السلام)،

وہ عثمانی تھا (جو علی ع کو عثمان کے قتل کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں اور ان حضرت پر سبّ و لعن کرتے ہیں) اور علی (ع) پر سبّ و شتم کرتا تھا۔

شرح نهج البلاغة ج ٤ص ٩٩ فصل في ذكر المنحرفين عن علي

وہ کہتا تھا علی (ع) حادثے (قتل عثمان) کا سبب بنا ہے!!!

عن المدائني عن شعبة، عن حصين قلت لأبي وائل: أعلي أفضل أم عثمان؟ قال: علي إلي أن أحدث، فأمّا الآن فعثمان.

شعبہ سے روایت ہوئی ہے کہ حصین نے کہا ہے: میں نے ابووائل سے کہا علی (ع) برتر ہے یا عثمان ؟ اس نے کہا: حادثہ ہونے سے پہلے علی برتر تھا، لیکن اب عثمان برتر ہے۔

أنساب الأشراف ج ٦ ص ١٠٢

## خلفائے اسلام کا یا دین نہیں ہے یا عقل:

عن الأعمش، قال لي أبو وائل: يا سليمان، ما في أمرائنا هؤلاء واحدة من اثنتين، ما فيهم تقوي أهل لاسلام، ولا عقول أهل الجاهلية.

اعمش نے کہا ہے: ابووائل نے مجھ سے کہا: اے سلیمان! ہمارے حاکموں میں دو میں سے ایک چیز پائی جاتی ہے: یا اہل اسلام والا تقوا اور یا زمانہ جاہلیت والی عقل۔

سير أعلام النبلاء: ٤/١٦٤، تاريخ الإسلام: ٦/٨٦، تهذيب الكمال: ١٢/٥٥٣.

## وہ حجاج کی حمایت اور دفاع کیا کرتا تھا!!!

قال ابن الزبرقان كنت عند أبي وائل فجعلت أسب الحجاج وأذكر مساويه ، فقال : لا تسبه وما يدريك لعله قال : اللهم اغفر لي فغفر له!!!

ابن برقان نے کہاہے: میں ابو وائل کے پاس تھا تو میں نے حجاج کو گالی دی اور اسکے مظالم کا ذکر کیا، ابو وائل نے مجھ سے کہا: خبر دار جو حجاج کو برا بھلا کہا، کیونکہ شاید اس (حجاج) نے کہا ہو: خدایا مجھے بخش دے، معاف کردے اور خدا نے بھی اسے بخش دیا ہو!!!

حلية الأولياء ج ٤ ص ١٠٢

## وہ ابن زیاد کے بیت المال کا مسئول (مدیر) تھا:

وكان عامل ابن زياد لبيت المال.

وہ بیت المال میں ابن زیاد کا مسئول تھا۔

سير أعلام النبلاء: ج ٤ص ١٦٦

## وہ شراب خوار اور زرد لباس پہنتا تھا:

كان يشرب الجرّ - أي نبيذ الجر ويلبس المعصفر لا يري بذلك بأساً.

وہ شراب خوار اور زرد رنگ کا لباس پہنتا تھا اور اس کام کو جائز جانتا تھا!!

المعارف ص ٢٥٥.

اس روایت کی سند کے علاوہ اسکی دلالت و معنی و مفہوم میں بھی اشکال ہے:

## روایت کی دلالت میں اشکال:

### الف: یہ روایت شاذ ہے:

اس طرح کے روایت کے معنی و مضمون کو صرف ابوالہیاج (حیان ابن حصین) نے نقل کیا ہے اور سیوطی نے کتاب شرح نسائی میں کہا ہے:

ليس لأبي الهيّاج في الكتب إلاّ هذا الحديث الواحد.

ابوالہیاج کی روایات کی کتب میں اس معنی و مفہوم کی فقط یہی ایک ہی حدیث ہے !!!

شرح سنن السنائي ج.. ص ٢٨٦. حاشية السندي علي النسائي: ٤/٨٨.

### ب: امیر المؤمنین علی (ع) نے یہ حکم کب صادر کیا تھا؟

ابی الہیاج کے کلام کے ظاہر سے ایسے لگتا ہے قبروں کو زمین کے ساتھ برابر کرنے والا ماجرا امیر المؤمنین کی خلافت کے دور کا تھا، کہ اگر ایسا ہو تو اس روایت کی دو صورتیں ہوں گی:

1- یہ قبور کفار کی تھیں کہ امیر المؤمنین کی خلافت کے دور میں اور مملکت اسلامی کے وسیع ہونے کی وجہ سے مسلمان وہاں تک پہنچے تھے کہ اس صورت میں اس حدیث کا مسلمانوں کی قبور سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

2-اگر فرض کریں کہ یہ قبور مسلمانوں کی ہیں تو اس صورت میں یہ گذشتہ خلفاءپر اعتراض شمار ہو گا کیونکہ اگر یہ کام جائز تھا تو انھوں نے ایسا کرنے کا حکم کیوں نہیں دیا اور امیر المؤمنین کے زمانے تک کے مسلمان اپنی قبور پر گنبد و مینار و غیرہ بناتے تھے کہ یہ گذشتہ خلفاء پر اعتراض شمار ہو گا کہ جسے اہل سنت ہر گز قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔

3-یہ روایت کہتی ہے کہ قبور کو اونٹ کی کوہان کی شکل میں نہ بناؤ،یعنی اہل سنت کی روش کے بر خلاف:

جیسے کتاب قاموس اللغۃ میں آیا ہے کہ عرب بلندی اور اونٹ کی کوہان کو شرف کہتے ہیں۔

القاموس ٣: ١٦٢ . مادة شرف

لہذا شرف، ہر طرح کی بلندی اور کوہان جیسی چیزوں کے لیے بولا جاتا ہے، لیکن لفظ سویته، کہ جو روایت میں آیا ہے تو اس سے مراد دوسرا معنی ہے کیونکہ اگر مقصود قبروں کو منہدم کرنا ہوتا تو روایت کے الفاظ ایسے ہونے تھے:

« قبرا مشرفا الا خربته »

لیکن روایت میں آیا ہے لفظ «سويته» یعنی میں نے ہموار کیا، مثال کے طور پر اگر کوئی کہے میں نے راستے کو ہموار کیا تو اسکا معنی راستے کو مسمار و منہدم کرنا نہیں ہے بلکہ راستے کے گڑھے وغیرہ کو بھر کر ہموار و صاف کرنا ہے۔

## مختصر یہ کہ اس روایت میں تین احتمال موجود ہیں:

1۔ مقصود قبور پر بنی ہوئی چھت وغیرہ کو گرانا ہو۔

2۔ مقصود پکی تعمیر شدہ قبور کو گرا و مسمار کر کے زمین کے ساتھ برابر کرنا ہو۔

3۔ مقصود قبور کی اونٹ کی کوہان کی طرح اٹھی ہوئی جگہ کو توڑ کر زمین کے برابر کرنا ہو۔

پہلا احتمال سیرت صحابہ اور مسلمانوں کی سیرت کے برخلاف ہے کیونکہ انھوں نے نہ صرف یہ کہ قبور پر بنی چھت و عمارت کو گرایا نہیں بلکہ قبور پر عمارت و چھت وغیرہ کو تعمیر کیا جیسے قبر مبارک رسول خدا (ص)۔

دوسرا احتمال بھی قطعی طور پر باطل ہے کیونکہ شیعہ اور سنی کا اتفاق و اجماع ہے کہ یہ مستحب و سنت ہے قبر چار انگلیوں کے برابر زمین سے بلند ہونی چاہیے۔

پس صرف تیسرا احتمال ہی باقی بچتا ہے کہ جو اہل سنت کی مشہور رائے و اعتقاد کے برخلاف ہے۔

اور بعض علمائے اہل سنت نے بھی اسی معنی پر تصریح کی ہے:

نووی شیعہ رائے کی تائید کرتے ہوئے کہتا ہے:

إن السنّة أن القبر لا يرفع عن الأرض رفعاً كثيراً ، ولا يُسّنم بل يرفع نحو شبر ويسطح.

مستحب یہ ہے کہ قبر زمین سے زیادہ بلند نہ ہو اور اونٹ کی کوہان کی طرح بھی نہ ہو بلکہ قبر صاف وہموار ہو اور چار انگلیوں سے زیادہ زمین سے اونچی نہ ہو۔

المجموع للنووي ج ١ ص ٢٢٩و ٥ص٢٩٥

شرح النووي علي صحيح مسلم ج٧/ص٣٦

تحفة الأحوذي ج٤/ص١٣٠ باب ما جاء في تسوية القبر

اور مزید کہتا ہے:

ظاهر المذهب أن التسطيح أفضل.

جو کچھ مذہب سے معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ قبر کا مساوی وہموار ہونا بہتر ہے۔

قسطلانی بھی نظر شیعہ کی تائید کرتا ہے:

السنّة في القبر تسطيحه وانه لايجوز ترك هذه السنّة لمجرّد أنها صارت شعاراً للروافض ، وانه لا منافاة بين التسطيح وحديث أبي هيّاج ... لأنّه لم يُرد تسويته بالأرض وانّما أراد تسطيحه جمعاً بين الأخبار،

قبور کے بارے میں مستحب یہ ہے کہ وہ ہموار ہوں اور اس مستحب کو روافض (شیعیان) کی علامت ہونے کی وجہ سے ترک کرنا جائز نہیں ہے!!! اور قبر کے ہموار ہونے اور ابی ہیاج کی روایت میں کوئی تضاد نہیں ہے۔۔۔ کیونکہ ان حضرت کی مراد قبر کو زمین کے ساتھ ہموار کرنا نہیں ہے بلکہ قبر کو صاف و برابر کرنا مقصود ہے اور یہ مطلب روایات کو آپس میں جمع کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

إرشاد الساري ج٢ص ٤٦٨

## روایت دوم:

حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ ( بن عمرو) حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ أَبِي مُحَمَّدٍ الْهُذَلِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّي اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَقَالَ أَيُّكُمْ يَنْطَلِقُ إِلَي الْمَدِينَةِ فَلَا يَدَعُ بِهَا وَثَنًا إِلَّا كَسَرَهُ وَلَا قَبْرًا إِلَّا سَوَّاهُ وَلَا صُورَةً إِلَّا لَطَّخَهَا فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَانطَلَقَ فَهَابَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرَجَعَ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَا أَنْطَلِقُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَانطَلِقْ فَانْطَلَقَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ أَدَعْ بِهَا وَثَنًا إِلَّا كَسَرْتُهُ وَلَا قَبْرًا إِلَّا سَوَّيْتُهُ وَلَا صُورَةً إِلَّا لَطَّخْتُهَا ثم

قال رسول الله صلي الله عليه وسلم من عاد لصنعة شيء من هذا فقد كفر بما أنزل علي محمد صلي الله عليه وسلم،

رسول خدا(ص) ایک جنازے میں شریک تھے فرمایا: تم میں سے کون اس شہر میں جائے گا تاکہ وہاں موجود تمام بتوں کو توڑ دے اور تمام قبور کو ہموار کر دے اور تمام تصاویر پر پردہ ڈال دے، ایک شخص نے کہا میں ایسا کروں گا، وہ یہ کام کرنے کے لیے چل پڑا لیکن اس شہر کے مردوں سے ڈر گیا، پھر علی ابن ابی طالب نے کہا اے رسول خدا میں جاتا ہوں، وہ گئے اور جب واپس پلٹے تو کہا: اے رسول خدا میں نے کسی بت کو سالم نہیں چھوڑا سب کو توڑ دیا ہے اور تمام قبور کو ہموار کر دیا ہے اور وہاں موجود تمام تصاویر کو گندا (چھپا) کر دیا ہے۔

پھر رسول خدا نے فرمایا: جو بھی ان تمام چیزوں کو دوبارہ بنائے گا، تو اس نے مجھ محمد (ص) پر نازل ہونے والے تمام احکام وغیرہ کا کفر و انکار کیا ہے۔

مسند أحمد: ج١ ص ٨٧ ش ٦٢٢ ومسند الطيالسي: ١٦ ، الحديث : ٩٦ ، ١٥٥، كنز العمال: ٤/١٣٦.

## روایت دوم کا جواب:

یہ روایت وہی روایت جسکو سایٹ میں اور سوال میں ذکر کیا گیا ہے، اور اسے ضعیف قرار دینے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ خود اہل سنت نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے:

ذیل میں یہی روایت کتاب مسند احمد باحاشیہ شعیب الأرنوط ذکر ہوئی ہے:

تعليق شعيب الأرنؤوط : إسناده ضعيف،

نظر شعیب الارنؤوط: اس روایت کی سند ضیعف ہے۔

مسند احمد ج ١ ص ٨٧ ش ٦٥٧

مشہور وہابی عالم البانی نے بھی اس روایت کو اپنی دو کتب میں، منکر اور ضعیف قرار دیا ہے:

ضعيف الترغيب و الترهيب ج ٢ ص ١٤٨ شماره ١٧٩٥

غاية المرام ج ١ ص ١١٢ ش ١٤٤

سند کے علاوہ پہلی روایت کی مانند، اس روایت کی دلالت، معنی اور مفہوم میں بھی اشکالات پائے جاتے ہیں۔

## التماس دعا۔۔۔۔